

دور حاضر کے چند منتخب سماجی مسائل اور ان کا حل امثال الاحادیث کی روشنی میں: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Contemporary Social Problems and Their Solutions in the Light of Prophetic Parables in Hadith

Shoaib Ahmad

Ph.D. Scholar, Dept of Islamic Studies, Division of Islamic & Oriental Learning, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore.

ORCID ID: 0009-0001-7987-6456, shoaibahmadjhuj@gmail.com

Dr. Muhammad Husnain

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Division of Science and Technology, University of Education, Lahore Pakistan

ORCID ID: <https://orcid.org/0000-0001-8225-0967>, muhammad.husnain@ue.edu.pk

Abstract:

Contemporary societies face numerous social challenges, including the weakening of family relationships, moral decline, intolerance, social fragmentation, irresponsibility, and the misuse of social media. These issues require effective ethical and educational approaches grounded in enduring principles of human welfare and social responsibility. This study examines contemporary social problems and explores their possible solutions in the light of Amthāl al-Hadith (Prophetic parables in Hadith), with particular emphasis on the Hadith collections known as Kutub al-Sittah (the Six Authentic and Recognized Hadith Books). The study employs a qualitative, descriptive, and analytical methodology to examine selected Prophetic parables, their meanings, and their relevance to present-day social realities. It investigates how these parables communicate ethical values, promote mutual cooperation, strengthen social relationships, encourage responsible conduct, and guide individuals towards tolerance, compassion, and collective responsibility. Particular attention is given to the educational, familial, moral, and social dimensions of Prophetic guidance. The study argues that the illustrative and persuasive nature of Prophetic parables makes them an effective means of communicating complex ethical and social principles in an accessible and practical manner. It further highlights the importance of gradual reform, wisdom, and effective communication in addressing contemporary social challenges. The findings suggest that the practical application of Prophetic teachings can contribute to moral development, social harmony, and the strengthening of collective responsibility. The study recommends integrating selected Prophetic parables into educational curricula, family training, community initiatives, and responsible digital communication to promote a more ethical, peaceful, and cohesive society.

Keywords: Amthāl al-Hadith, Prophetic Parables, Contemporary Social Problems, Social Reform, Moral Education, Social Responsibility, Social Harmony, Kutub al-Sittah, Ethical Values, Prophetic Guidance

عصر حاضر کا معاشرہ متعدد سماجی مسائل سے دوچار ہے، جن میں خاندانی تعلقات کی کمزوری، اخلاقی زوال، عدم برداشت، معاشرتی انتشار، اجتماعی ذمہ داریوں سے غفلت اور سوشل میڈیا کا غیر ذمہ دارانہ استعمال نمایاں ہیں۔ ان مسائل کے حل کے لیے ایسے اخلاقی اور تربیتی اصولوں کی ضرورت ہے جو انسانی فلاح، باہمی احترام اور اجتماعی ذمہ داری کو فروغ دیں۔ زیر نظر مقالے میں امثال حدیث کی روشنی میں عصر حاضر کے معاشرتی مسائل کا جائزہ لیا گیا ہے اور ان کے حل کے لیے نبوی تعلیمات کی معنویت کو واضح کیا گیا ہے۔ تحقیق میں بالخصوص کتب ستہ میں موجود منتخب تمثیلی احادیث کو موضوع بنایا گیا ہے۔ اس مطالعے کے لیے بیانیہ، توصیفی اور تجزیاتی منہج اختیار کیا گیا ہے، جس کے تحت منتخب احادیث کے مفہیم، اخلاقی مضامین اور موجودہ معاشرتی حالات سے ان کی مناسبت کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ تحقیق میں باہمی تعاون، ہمدردی، رواداری، حسن معاشرت، خاندانی استحکام، اخلاقی تربیت اور اجتماعی ذمہ داری جیسے موضوعات کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ نبوی تمثیلات پیچیدہ اخلاقی اور سماجی تصورات کو سادہ، مؤثر اور قابل فہم انداز میں پیش کرتی ہیں، جس سے ان تعلیمات کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ مزید برآں، معاشرتی اصلاح کے لیے تدریج، حکمت، نرمی اور مؤثر ابلاغ کی اہمیت بھی نمایاں ہوتی ہے۔ تحقیق کا نتیجہ یہ ہے کہ امثال حدیث سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے تعلیمی اداروں، خاندانوں، سماجی تنظیموں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے اخلاقی شعور کو فروغ دیا جاسکتا ہے اور معاشرتی مسائل کے حل میں مؤثر کردار ادا کیا جاسکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے سفارش کی جاتی ہے کہ منتخب تمثیلی احادیث کو تعلیمی نصاب، تربیتی سرگرمیوں اور سماجی آگاہی کے پروگراموں میں مناسب انداز سے شامل کیا جائے، تاکہ ایک پُر امن، ذمہ دار اور اخلاقی اقدار سے آراستہ معاشرے کی تشکیل ممکن ہو سکے۔

کلیدی الفاظ: امثال حدیث، عصر حاضر کے معاشرتی مسائل، نبوی تمثیلات، معاشرتی اصلاح، اخلاقی تربیت، اجتماعی ذمہ داری، سماجی ہم آہنگی، کتب ستہ، نبوی رہنمائی، حسن معاشرت۔

تمہید: (Introduction)

عصر حاضر میں انسانی معاشرہ تیز رفتار تبدیلیوں کے باعث متعدد سماجی مسائل سے دوچار ہے، جن میں خاندانی نظام کا کمزور ہونا، اخلاقی اقدار کا زوال، عدم برداشت، معاشرتی ناانصافی، خود غرضی، باہمی اختلافات اور سوشل میڈیا کا غیر ذمہ دارانہ استعمال نمایاں ہیں۔ ان مسائل نے نہ صرف افراد کے باہمی تعلقات کو متاثر کیا ہے بلکہ معاشرتی امن، اتحاد اور باہمی اعتماد کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔ اسلام ایک ایسا جامع نظام حیات پیش کرتا ہے جو انسانی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں کی اصلاح کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے امثال حدیث کے ذریعے پیچیدہ معاشرتی حقائق کو سادہ، مؤثر اور قابل فہم مثالوں میں بیان فرمایا، تاکہ انسان ان سے رہنمائی حاصل کر کے اپنی زندگی اور معاشرے کو بہتر بنا سکے۔ یہ تمثیلات محبت، اخوت، تعاون، رواداری، عدل اور اجتماعی ذمہ داری جیسے بنیادی اصولوں کو فروغ دیتی ہیں۔ ان کی اہمیت اس لیے بھی مسلم ہے کہ یہ محض اخلاقی نصیحت نہیں بلکہ انسانی رویوں کی

اصلاح کا ایک مؤثر تربیتی ذریعہ ہیں۔ عصر حاضر کے سماجی مسائل کا حل تلاش کرنے کے لیے ضروری ہے کہ امثالِ حدیث کا مطالعہ ان کے اصل مفہوم اور سیاق و سباق میں کیا جائے۔ اس طرح نبوی تعلیمات کی روشنی میں ایک صالح، متوازن اور پُر امن معاشرے کی تشکیل کے لیے مؤثر رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

امثالِ حدیث کا مفہوم اور اسکی سماجی اہمیت:

امثالِ حدیث کا مفہوم: امثالِ حدیث سے مراد وہ احادیثِ نبویہ ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے کسی دینی، اخلاقی یا معاشرتی حقیقت کو مثال، تشبیہ یا تمثیل کے ذریعے واضح فرمایا ہے۔ اس اسلوب کا مقصد مشکل مفہیم کو عام فہم بنانا، انسانی ذہن پر گہرا اثر مرتب کرنا اور تعلیماتِ نبویہ کو عملی زندگی سے مربوط کرنا ہے۔ تمثیل کے ذریعے کسی مجرد حقیقت کو ایک محسوس مثال کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے، جس سے بات زیادہ آسانی سے سمجھ میں آتی ہے اور دیر تک ذہن میں محفوظ رہتی ہے۔ امثالِ حدیث میں انسانی کردار، باہمی تعلقات، اخلاقی اقدار اور اجتماعی ذمہ داریوں سے متعلق ایسی رہنمائی ملتی ہے جو فرد اور معاشرے دونوں کی اصلاح میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

امثالِ حدیث کی سماجی اہمیت: رسول اللہ ﷺ نے معاشرتی اتحاد اور باہمی تعاون کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا"¹

مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔ اس حدیث میں معاشرتی تعلقات کو عمارت سے تشبیہ دے کر یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ معاشرے کے افراد ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور ان کی مضبوطی باہمی تعاون، خیر خواہی اور ذمہ داری کے احساس میں پوشیدہ ہے۔ اس تمثیل کی سماجی اہمیت یہ ہے کہ یہ خود غرضی، نفرت، عدم برداشت اور معاشرتی لاتعلقی کے مقابلے میں اتحاد، ہمدردی اور تعاون کا شعور پیدا کرتی ہے۔ عصر حاضر میں جب انفرادی مفادات اور سماجی اختلافات معاشرتی روابط کو کمزور کر رہے ہیں، امثالِ حدیث افراد کو دوسروں کے حقوق کا احترام کرنے، ضرورت مندوں کی مدد کرنے اور اجتماعی فلاح کے لیے کردار ادا کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ اس طرح امثالِ حدیث محض نصیحت کا اسلوب نہیں بلکہ ایک پُر امن، متحد اور ذمہ دار معاشرے کی تشکیل کا مؤثر ذریعہ ہیں۔

سماجی اصلاح اور تربیت میں نبوی تمثیلات کی اہمیت

نبوی تمثیلات انسانی کردار کی اصلاح اور معاشرتی تربیت کا ایک مؤثر ذریعہ ہیں، کیونکہ ان کے ذریعے رسول اللہ ﷺ نے اخلاقی اصولوں اور معاشرتی حقائق کو عام فہم اور دل نشین انداز میں واضح فرمایا۔ آپ ﷺ نے تمثیل کے ذریعے انسان کو نہ

¹ - صحیح البخاری، کتاب الصلاة، حدیث: 481؛ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، حدیث: 2585۔

صرف اچھے اور برے اعمال کے نتائج سمجھائے بلکہ باہمی محبت، اخوت، رواداری، تعاون، خیر خواہی اور حقوق العباد کی ادائیگی کی عملی تعلیم بھی دی۔

مثال کے طور پر آپ ﷺ نے نیک اور برے ساتھی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيسِ السَّوِّءِ كَمَثَلِ الْمِسْكِ وَنَجِّ الْكَبِيرِ"²

نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال مشک اٹھانے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی مانند ہے۔

اس تمثیل سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کی شخصیت اور اخلاق پر اس کی صحبت اور ماحول کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ عصر حاضر میں یہ تعلیم بالخصوص نوجوانوں کی تربیت، خاندانی تعلقات کی بہتری، تعلیمی اداروں میں اخلاقی شعور کے فروغ اور سوشل میڈیا کے ذمہ دارانہ استعمال کے لیے اہم رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ نبوی تمثیلات کی روشنی میں تربیت کا مقصد محض معلومات کی فراہمی نہیں بلکہ انسان کے رویوں میں مثبت تبدیلی پیدا کرنا اور اسے معاشرے کا ذمہ دار، بااخلاق اور مفید فرد بنانا ہے۔ اس لیے سماجی اصلاح کے مؤثر عمل میں نبوی تمثیلات کو ان کے اصل مفہوم کے ساتھ سمجھنا اور عملی زندگی میں نافذ کرنا ضروری ہے۔

عصر حاضر کے اہم سماجی مسائل اور امثال حدیث کی رہنمائی

خاندانی نظام کا بحران اور رشتوں کی کمزوری:

عصر حاضر میں خاندانی نظام کو متعدد مسائل کا سامنا ہے، جن میں میاں بیوی کے درمیان اختلافات، والدین اور اولاد کے مابین بڑھتا ہوا فاصلہ، بزرگوں کی ضروریات سے غفلت، رشتے داروں سے لاطعلقی اور انفرادی مفادات کو ترجیح دینا نمایاں ہیں۔ معاشی دباؤ، مصروف طرز زندگی، عدم برداشت اور ڈیجیٹل ذرائع کے غیر متوازن استعمال نے بھی بعض خاندانوں میں باہمی گفتگو اور جذباتی وابستگی کو کمزور کیا ہے۔ اس صورت حال کے نتیجے میں گھر کا ماحول متاثر ہوتا ہے، بچوں کی اخلاقی تربیت میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور خاندان کے افراد ایک دوسرے کی ذمہ داریوں سے غافل ہونے لگتے ہیں۔ اس مسئلے کے حل کے لیے ضروری ہے کہ خاندانی تعلقات کو محض سماجی ضرورت نہیں بلکہ اخلاقی اور دینی ذمہ داری سمجھا جائے، اور ہر فرد اپنے حقوق کے ساتھ دوسروں کے حقوق اور ضروریات کا بھی خیال رکھے۔

امثال حدیث کی روشنی میں حل: رسول اللہ ﷺ نے خاندانی زندگی میں ذمہ داری اور جواب دہی کے اصول کو ایک جامع

انداز میں بیان فرمایا:

"كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْنُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ----- وَكُلُّكُمْ مَسْنُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"³

² - صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصدق، حدیث: 5534۔

³ - محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب: «المرأة راعية في بيت زوجها»، حدیث نمبر 5200۔

تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی زیر نگرانی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ مرد اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اولاد کی نگہبان ہے؛ پس تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال ہو گا۔

اس حدیث میں نگہبان اور ذمہ دار شخص کی تمثیلی تعبیر کے ذریعے واضح کیا گیا ہے کہ خاندانی نظام کی مضبوطی ہر فرد کی ذمہ داری شناسی اور جواب دہی سے وابستہ ہے۔ اس تعلیم کی روشنی میں والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اولاد کی اخلاقی و دینی تربیت، محبت اور مناسب رہنمائی کا اہتمام کریں، جب کہ اولاد پر لازم ہے کہ وہ والدین کا احترام اور ان کی ضروریات کا خیال رکھے۔ اسی طرح میاں بیوی باہمی احترام، اعتماد، مشاورت اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کے ذریعے گھریلو اختلافات کو کم کر سکتے ہیں۔ عصر حاضر میں اس نبوی رہنمائی کا عملی تقاضا یہ ہے کہ خاندان کے افراد ایک دوسرے کے لیے وقت نکالیں، اختلافات کو مکالمے سے حل کریں اور رشتوں کو خود غرضی کے بجائے محبت، تعاون اور ذمہ داری کی بنیاد پر استوار کریں۔ یوں امثال حدیث کی رہنمائی خاندانی تعلقات کی بحالی اور معاشرتی استحکام کے لیے ایک مؤثر اخلاقی بنیاد فراہم کرتی ہے۔

خاندانی انتشار، میاں بیوی کے تنازعات اور نسلوں کے درمیان فاصلے

موجودہ صورت حال: عصر حاضر میں خاندانی انتشار ایک اہم سماجی مسئلے کی صورت اختیار کر چکا ہے، جس کے نمایاں مظاہر میاں بیوی کے درمیان اختلافات، باہمی اعتماد کی کمی، عدم برداشت، گھریلو ذمہ داریوں سے غفلت اور والدین و اولاد کے درمیان بڑھتا ہوا فکری و جذباتی فاصلہ ہیں۔ بعض خاندانوں میں معمولی اختلافات کو افہام و تفہیم سے حل کرنے کے بجائے ضد، غصے اور الزام تراشی کے ذریعے مزید پیچیدہ بنا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح نسلوں کے درمیان طرز فکر، معاشرتی ترجیحات، جدید ٹیکنالوجی کے استعمال اور روایتی اقدار کے حوالے سے اختلافات بھی باہمی تعلقات کو متاثر کرتے ہیں۔ والدین اور نوجوانوں کے درمیان مؤثر مکالمے کی کمی کے باعث ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے، جس سے گھریلو بے سکونی اور تعلقات کی کمزوری میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس صورت حال کا اثر نہ صرف میاں بیوی اور اولاد کی نفسیاتی و اخلاقی تربیت پر پڑتا ہے بلکہ پورے معاشرے کے استحکام کو بھی متاثر کرتا ہے۔

امثال حدیث کی روشنی میں حل:

رسول اللہ ﷺ نے میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں حسن سلوک، برداشت اور ایک دوسرے کی خوبیوں کو تسلیم کرنے کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"لَا يَفْرَكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ"۔⁴

⁴ - مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، حدیث نمبر 1469۔

کوئی مومن مرد کسی مومن عورت سے مکمل نفرت نہ کرے؛ اگر اسے اس کی کوئی عادت ناپسند ہو تو اس کی کوئی دوسری عادت پسند بھی ہوگی۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ازدواجی اختلافات کے حل کے لیے ایک بنیادی اخلاقی اصول بیان فرمایا ہے کہ شریک حیات کی کسی ناپسندیدہ عادت کو بنیاد بنا کر اس کی تمام خوبیوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ اس تعلیم کا تقاضا ہے کہ میاں بیوی اختلافات کے دوران انصاف، تحمل اور باہمی احترام کا مظاہرہ کریں اور غصے یا وقتی جذبات کے زیر اثر ایسے فیصلے نہ کریں جو خاندانی نظام کو نقصان پہنچائیں۔ اسی طرح نسلوں کے درمیان فاصلے کم کرنے کے لیے والدین اور اولاد کو ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنے، کھلے دل سے گفتگو کرنے اور اختلاف رائے کے باوجود احترام برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ والدین کو نوجوان نسل کے بدلتے ہوئے حالات اور ضروریات کو سمجھنا چاہیے، جب کہ نوجوانوں کو والدین کے تجربات اور خاندانی اقدار کی اہمیت کا احساس کرنا چاہیے۔ یوں نبوی تعلیمات کی روشنی میں مکالمہ، حسن سلوک، برداشت اور باہمی ذمہ داری کو فروغ دے کر خاندانی انتشار میں کمی لائی جاسکتی ہے اور خاندان کو محبت، سکون اور اعتماد کا مرکز بنایا جاسکتا ہے۔

والدین، اولاد اور رشتہ داروں کے حقوق سے غفلت

موجودہ صورت حال: عصر حاضر میں والدین، اولاد اور رشتہ داروں کے حقوق سے غفلت ایک اہم معاشرتی مسئلہ ہے۔ مصروف طرز زندگی، معاشی ترجیحات، انفرادی مفادات اور باہمی رابطوں میں کمی کے باعث بعض افراد اپنے والدین کی ضروریات، اولاد کی تربیت اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کو مناسب اہمیت نہیں دیتے۔ بعض خاندانوں میں بزرگ افراد تنہائی کا شکار ہو جاتے ہیں، بچوں کی اخلاقی و دینی تربیت نظر انداز ہوتی ہے اور معمولی اختلافات کی بنا پر رشتہ داروں سے تعلقات منقطع کر لیے جاتے ہیں۔ اسی طرح وراثت، مالی معاملات اور خاندانی اختلافات بھی قطع رحمی کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس طرز عمل سے نہ صرف خاندانی محبت اور باہمی اعتماد کمزور ہوتا ہے بلکہ معاشرے میں ہمدردی، تعاون اور اجتماعی ذمہ داری کا احساس بھی متاثر ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان مسائل کا حل یہ ہے کہ والدین کی خدمت، اولاد کی مناسب تربیت اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کو دینی و اخلاقی ذمہ داری سمجھا جائے۔

امثال حدیث کی روشنی میں حل:

رسول اللہ ﷺ نے رشتہ داری کے تعلق کو برقرار رکھنے کی اہمیت واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ، تَقُولُ: مَنْ وَصَّلَنِي وَصَلَهُ اللَّهُ، وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللَّهُ"۔⁵

⁵ - مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب صلة الرحم وتحريم قطعيتها، حدیث نمبر 2555۔

رشتہ داری کا تعلق عرش سے وابستہ ہے اور کہتا ہے: جو مجھے جوڑے گا، اللہ اسے اپنے ساتھ جوڑے گا، اور جو مجھے توڑے گا، اللہ اسے اپنے سے جدا کرے گا۔

اس حدیث میں رشتہ داری کو ایک ایسی معنوی حقیقت کے طور پر پیش کیا گیا ہے جس کی پاس داری اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ یہ تمثیلی انداز انسان کو متوجہ کرتا ہے کہ رشتہ داروں سے تعلق محض معاشرتی رسم نہیں بلکہ ایک دینی ذمہ داری بھی ہے۔ اس نبوی رہنمائی کے مطابق والدین کی خدمت و احترام، اولاد کی محبت کے ساتھ تربیت، ضرورت مند رشتہ داروں کی مدد اور اختلافات کے باوجود تعلقات برقرار رکھنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ صلہ رحمی کا مطلب یہ نہیں کہ انسان ہر ناانصافی یا نقصان کو خاموشی سے برداشت کرے، بلکہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ جائز حدود اور اپنی حفاظت کا خیال رکھتے ہوئے ممکنہ حد تک خیر خواہی اور مناسب رابطہ قائم رکھا جائے۔ عصر حاضر میں اس تعلیم پر عمل کرتے ہوئے خاندان کے افراد ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھ سکتے ہیں، بزرگوں کی تنہائی کم کر سکتے ہیں اور نئی نسل میں خاندانی ذمہ داریوں کا شعور پیدا کر سکتے ہیں۔ یوں امثال حدیث کی رہنمائی خاندانی روابط کی بحالی اور معاشرتی ہم آہنگی کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

صلہ رحمی اور حسن معاشرت کی اہمیت

رسول اللہ ﷺ نے رشتہ داری کے تعلق کی اہمیت کو ایک بلیغ تمثیلی انداز میں بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ، تَقُولُ: مَنْ وَصَّلَنِي وَصَلَهُ اللَّهُ، وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللَّهُ"۔⁶

رشتہ داری کا تعلق عرش سے وابستہ ہے اور کہتا ہے: جو مجھے جوڑے گا، اللہ اسے اپنے ساتھ جوڑے گا، اور جو مجھے توڑے گا، اللہ اسے اپنے سے جدا کرے گا۔

اس حدیث میں رشتہ داری کو عرش سے وابستہ قرار دے کر ایک مؤثر تمثیلی تصویر پیش کی گئی ہے، جو صلہ رحمی کی دینی اہمیت اور اس کی پاس داری کی ضرورت کو نمایاں کرتی ہے۔ اس تمثیل سے واضح ہوتا ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ تعلق قائم رکھنا محض معاشرتی رسم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔ صلہ رحمی کے ذریعے خاندان کے افراد ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے، ضرورت مندوں کی مدد کرتے اور باہمی اعتماد و محبت کو مضبوط بناتے ہیں۔ عصر حاضر میں جب مصروفیات، ذاتی مفادات اور خاندانی اختلافات کے باعث رشتوں میں دوریاں پیدا ہو رہی ہیں، یہ نبوی تعلیم افراد کو تعلقات کی بحالی، معافی، خیر خواہی اور تعاون کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ اس کا عملی تقاضا یہ ہے کہ رشتہ داروں کی خبر گیری کی جائے، خوشی و غمی میں ان کا ساتھ دیا جائے اور اختلافات کے باوجود مناسب حدود میں تعلق برقرار رکھنے کی کوشش کی جائے۔ یوں امثال حدیث کی رہنمائی سے خاندانی استحکام، معاشرتی ہمدردی اور اجتماعی یک جہتی کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

⁶ - مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب صلة الرحم وتحریم قطعيتها، حدیث نمبر 2555۔

معاشرتی عدم برداشت، نفرت اور باہمی اختلافات

عصر حاضر میں معاشرتی عدم برداشت، نفرت اور باہمی اختلافات ایسے مسائل ہیں جو معاشرتی اتحاد، امن اور باہمی اعتماد کو متاثر کر رہے ہیں۔ مذہبی، مسلکی، سیاسی، لسانی اور نظریاتی اختلافات کو برداشت کرنے کے بجائے بعض اوقات مخالفت، تعصب، الزام تراشی اور توہین کا ذریعہ بنالیا جاتا ہے۔ سوشل میڈیا نے جہاں اظہارِ رائے کے مواقع بڑھائے ہیں، وہاں غیر محتاط گفتگو، اشتعال انگیز تبصروں اور نفرت آمیز مواد کی تشہیر سے اختلافات میں شدت پیدا ہونے کے امکانات بھی بڑھ گئے ہیں۔ اس صورتِ حال میں افراد ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھنے اور دلیل کے ساتھ گفتگو کرنے کے بجائے مخالف رائے رکھنے والوں کو رد کرنے لگتے ہیں، جس سے خاندانی، سماجی اور اجتماعی تعلقات کمزور ہوتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات اختلافِ رائے کے باوجود احترامِ انسانیت، عدل، رواداری اور حسنِ اخلاق کو برقرار رکھنے کی ہدایت دیتی ہیں۔ لہذا معاشرتی ہم آہنگی کے لیے ضروری ہے کہ اختلاف کو دشمنی میں تبدیل کرنے کے بجائے مکالمے، تحمل اور باہمی احترام کے ذریعے حل کیا جائے۔

امثالِ حدیث کی روشنی میں حل:

رسول اللہ ﷺ نے معاشرتی تعلقات میں نرمی، احترام اور مثبت گفتگو کی اہمیت واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ".⁷

جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

اس حدیث میں گفتگو کے لیے خیر اور خاموشی کا اصول متعین کیا گیا ہے، جو معاشرتی اختلافات اور نفرت کے خاتمے میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اس تعلیم کے مطابق اختلافِ رائے کے دوران توہین، اشتعال انگیزی، گالم گلوچ اور دل آزاری سے اجتناب کرتے ہوئے دلیل، شائستگی اور تحمل کو اختیار کرنا چاہیے۔ اسی طرح سوشل میڈیا پر کسی کے خلاف نفرت انگیز تبصرے کرنے یا اشتعال انگیز مواد پھیلانے کے بجائے مثبت اور ذمہ دارانہ اظہارِ رائے کو فروغ دینا ضروری ہے۔ اگرچہ مذکورہ حدیث براہِ راست تمثیل پر مشتمل نہیں، تاہم یہ نبوی اخلاقی رہنمائی معاشرتی اصلاح کے لیے نہایت مؤثر ہے۔ امثالِ حدیث میں بھی باہمی تعاون اور اتحاد کی تمثیلات، مثلاً مومنوں کو ایک عمارت سے تشبیہ دینا، اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں کہ معاشرے کی مضبوطی افراد کے باہمی احترام اور تعاون سے وابستہ ہے۔ لہذا اختلافات کو دشمنی میں بدلنے کے بجائے مکالمے، رواداری اور خیر خواہی کے ذریعے حل کرنا چاہیے تاکہ معاشرے میں امن، اتحاد اور باہمی اعتماد کو فروغ حاصل ہو۔

اختلافِ رائے کو دشمنی میں بدلنے کے اسباب

7۔ مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی إکرام الجار والضعیف ولزوم الصمت لإلّا من الخیر، حدیث نمبر 47۔

موجودہ صورتِ حال اور اسباب: اختلافِ رائے انسانی معاشرت کا ایک فطری پہلو ہے، کیونکہ افراد کے خیالات، تجربات، ترجیحات اور نقطہ نظر ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ تاہم جب اختلاف کو برداشت کرنے کے بجائے اسے ذاتی انا، تعصب، ضد اور برتری کے احساس سے وابستہ کر لیا جائے تو یہی اختلاف دشمنی اور نفرت کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس کے اہم اسباب میں عدم برداشت، مخالف کی بات سننے سے گریز، اپنے موقف کو ہر حال میں درست سمجھنا، مذہبی و مسلکی اور سیاسی تعصبات، غیر مصدقہ معلومات پر اعتماد اور جذباتی ردِ عمل شامل ہیں۔ بعض اوقات خاندانی تربیت اور تعلیمی ماحول میں مکالمے، دلیل اور اختلاف کے آداب پر مناسب توجہ نہ دینے سے بھی یہ رویے پروان چڑھتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر اشتعال انگیز تبصرے، طنز، تضحیک اور مخالف کی کردار کشی اختلافات کو مزید شدید کر دیتے ہیں۔ نتیجتاً افراد مسائل کے حل کے بجائے ایک دوسرے کو شکست دینے کی کوشش کرتے ہیں، جس سے باہمی اعتماد، معاشرتی اتحاد اور امن متاثر ہوتے ہیں۔

امثالِ حدیث کی روشنی میں اصلاحی رہنمائی: اختلافِ رائے کو دشمنی میں تبدیل ہونے سے روکنے کے لیے ضروری ہے کہ افراد اپنی انا اور تعصب پر قابو پائیں، مخالف موقف کو تحمل سے سنیں اور گفتگو میں دلیل، شائستگی اور انصاف کو ملحوظ رکھیں۔ اسلامی تعلیمات میں صلح، عفو و درگزر اور باہمی احترام کو معاشرتی تعلقات کی مضبوطی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا"، ترجمہ: اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ یہ الفاظ صحیح مسلم کی حدیث میں وارد ہوئے ہیں، جس میں باہمی بغض، حسد اور قطع تعلق سے بھی منع کیا گیا ہے۔ (مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، حدیث نمبر 2564)۔ اس نبوی ہدایت کی روشنی میں اختلافات کو ذاتی دشمنی بنانے کے بجائے مکالمے، باہمی خیر خواہی اور منصفانہ طرزِ عمل کے ذریعے حل کرنا چاہیے۔ اس طرح معاشرے میں رواداری، اتحاد اور پُر امن بقائے باہمی کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

رواداری، خیر خواہی اور باہمی احترام کا فروغ

معاشرتی اہمیت: رواداری، خیر خواہی اور باہمی احترام ایک پُر امن اور مستحکم معاشرے کی بنیادی اقدار ہیں۔ رواداری کا مطلب یہ ہے کہ اختلافِ رائے کے باوجود دوسروں کے نقطہ نظر کو برداشت کیا جائے، جب کہ خیر خواہی انسان کو دوسروں کی بھلائی اور فلاح کے لیے کام کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اسی طرح باہمی احترام سے مراد ہر فرد کی عزتِ نفس، جائز حقوق اور انسانی وقار کا خیال رکھنا ہے۔ عصر حاضر میں بڑھتے ہوئے سماجی اختلافات، تعصبات، نفرت انگیز گفتگو اور انفرادی مفادات کے باعث ان اقدار کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ اگر افراد ایک دوسرے کے نظریات اور جذبات کا احترام کریں اور اختلافات کو مکالمے کے ذریعے حل کریں تو معاشرتی تنازعات میں کمی لائی جاسکتی ہے۔

امثالِ حدیث کی روشنی میں رہنمائی:

رسول اللہ ﷺ نے مومنوں کے باہمی تعلقات کو ایک عمارت سے تشبیہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:
"الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا"۔⁸

ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔
 اس نبوی تمثیل میں معاشرتی تعلقات کو عمارت سے تشبیہ دے کر یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ افراد ایک دوسرے کے تعاون اور خیر خواہی سے مضبوط ہوتے ہیں۔ جس طرح عمارت کے مختلف حصے مل کر اسے استحکام فراہم کرتے ہیں، اسی طرح معاشرے کے افراد رواداری، احترام اور باہمی تعاون کے ذریعے اجتماعی زندگی کو مضبوط بناتے ہیں۔ اس تعلیم کا عملی تقاضا یہ ہے کہ اختلافات کے باوجود دوسروں کی عزت نفس کا خیال رکھا جائے، ضرورت مندوں کی مدد کی جائے، مخالفین کے ساتھ بھی انصاف کیا جائے اور نفرت کے بجائے خیر خواہی کو فروغ دیا جائے۔ یوں امثال حدیث کی روشنی میں رواداری اور باہمی احترام کو معاشرتی رویوں کا حصہ بنا کر ایک متحد، پُر امن اور ذمہ دار معاشرے کی تشکیل ممکن ہے۔

جھوٹ، غیبت، بہتان اور سوشل میڈیا کا غلط استعمال

موجودہ صورت حال: عصر حاضر میں جھوٹ، غیبت، بہتان اور سوشل میڈیا کا غیر ذمہ دارانہ استعمال معاشرتی اخلاقیات کے لیے سنگین چیلنج بن چکے ہیں۔ ڈیجیٹل ذرائع ابلاغ نے معلومات کی ترسیل کو آسان بنایا ہے، لیکن غیر مصدقہ خبروں، ذاتی کردار کشی، افواہوں اور نفرت انگیز مواد کی تیز رفتار تشہیر نے باہمی اعتماد کو متاثر کیا ہے۔ بعض افراد کسی خبر کی تحقیق کیے بغیر اسے آگے پھیلا دیتے ہیں، جب کہ ذاتی اختلافات کی بنیاد پر دوسروں کے خلاف جھوٹے الزامات اور توہین آمیز تبصرے بھی کیے جاتے ہیں۔ غیبت اور بہتان سے افراد کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے، خاندانی تعلقات خراب ہوتے ہیں اور معاشرے میں بدگمانی اور دشمنی کو فروغ ملتا ہے۔ اس مسئلے کی اصلاح کے لیے سچائی، تحقیق، ذمہ دارانہ اظہار رائے اور دوسروں کی عزت و آبرو کے احترام کو بنیادی اہمیت دینا ضروری ہے۔

امثال حدیث کی روشنی میں حل:

رسول اللہ ﷺ نے معاشرتی تعلقات میں باہمی احترام اور دوسروں کو تکلیف سے محفوظ رکھنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ"۔⁹
 مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

⁸۔ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصلاة، باب تشبیک الأصابع فی المسجد وغیرہ، حدیث نمبر 481

⁹۔ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الصلاة، باب تشبیک الأصابع فی المسجد وغیرہ، حدیث نمبر 481

اس حدیث میں زبان اور ہاتھ سے دوسروں کو محفوظ رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے، جو عصر حاضر میں ڈیجیٹل ابلاغ کے اخلاقی اصولوں پر بھی منطبق ہوتی ہے۔ آج زبان کے ذریعے ہونے والی ایذا رسانی کے ساتھ تحریری پیغامات، تبصرے، تصاویر اور ویڈیوز کے ذریعے بھی دوسروں کی عزت مجروح کی جاسکتی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ سوشل میڈیا پر کوئی خبر شیئر کرنے سے پہلے اس کی تصدیق کی جائے، غیبت اور بہتان سے اجتناب کیا جائے اور اختلاف رائے کے باوجود شائستگی برقرار رکھی جائے۔ اس حدیث کو اصطلاحی طور پر براہ راست تمثیل قرار دینے کے بجائے نبوی اخلاقی رہنمائی کے طور پر پیش کرنا زیادہ درست ہے۔ اس تعلیم پر عمل سے سوشل میڈیا کو افواہوں اور نفرت کے بجائے مثبت ابلاغ، خیر خواہی اور معاشرتی اصلاح کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے۔

معاشرتی نا انصافی، حقوق کی پامالی اور استحصال

عصر حاضر میں معاشرتی نا انصافی، حقوق کی پامالی اور استحصال ایسے مسائل ہیں جو معاشرتی امن، مساوات اور باہمی اعتماد کو متاثر کرتے ہیں۔ بعض افراد اور طبقات کو تعلیم، روزگار، معاشی وسائل اور انصاف کے حصول میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جب کہ بعض با اختیار افراد اپنے مفادات کے لیے کمزور لوگوں کے حقوق نظر انداز کرتے ہیں۔ مزدوروں کو ان کی محنت کا مناسب معاوضہ نہ دینا، ضرورت مندوں کا استحصال کرنا، خواتین اور بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی اور مستحق افراد کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھنا اس مسئلے کی نمایاں صورتیں ہیں۔ جب معاشرے میں عدل و انصاف کے بجائے ذاتی مفادات، اقربا پروری اور امتیازی رویوں کو ترجیح دی جاتی ہے تو محرومی، احساس کمتری اور معاشرتی بے چینی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات ان مسائل کے حل کے لیے عدل، امانت، مساوات اور حقوق العباد کی ادائیگی پر زور دیتی ہیں۔

امثال حدیث کی روشنی میں حل:

رسول اللہ ﷺ نے ظلم کی سنگین کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظَلَمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"¹⁰

ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا سبب ہوگا۔

اس حدیث میں ظلم کو قیامت کے دن تاریکیوں سے تعبیر کر کے اس کے سنگین نتائج کو نمایاں کیا گیا ہے۔ یہ اسلوب انسان کو متنبہ کرتا ہے کہ دوسروں کے حقوق غصب کرنا، کمزور افراد کا استحصال کرنا اور انصاف کے تقاضوں کو نظر انداز کرنا انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر نقصان دہ ہے۔ اس تعلیم کی روشنی میں ضروری ہے کہ ہر فرد دوسروں کے حقوق ادا کرے، مزدوروں کو ان کی محنت کا منصفانہ معاوضہ ملے، مستحق افراد کو ان کے جائز حقوق فراہم کیے جائیں اور تمام معاملات میں عدل و انصاف کو ترجیح دی جائے۔ اسی طرح معاشرتی اداروں اور ذمہ دار افراد کو اپنے اختیارات کا منصفانہ استعمال اور کمزور طبقات کے حقوق کا تحفظ یقینی بنانا

¹⁰ - مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم، حدیث نمبر 2578۔

چاہیے۔ یوں نبوی تعلیمات کی روشنی میں ظلم اور استحصال کی حوصلہ شکنی اور ایک منصفانہ معاشرے کی تشکیل کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔

یہ حدیث ظلم کے موضوع پر واضح نبوی تنبیہ ہے، تاہم اسے براہ راست تمثیلی حدیث قرار دینے کے بجائے امثال حدیث کے وسیع تر اخلاقی و سماجی تناظر میں پیش کرنا زیادہ درست ہے۔

اخلاقی زوال اور کردار کا بحران

موجودہ صورت حال: عصر حاضر میں اخلاقی زوال اور کردار کا بحران ایک اہم سماجی مسئلہ ہے، جس کے اثرات فرد کی ذاتی زندگی، خاندانی تعلقات اور اجتماعی معاشرت میں نمایاں ہوتے ہیں۔ سچائی، امانت داری، وعدے کی پابندی، حیا، احترام انسانیت اور احساس ذمہ داری جیسی بنیادی اقدار کو نظر انداز کرنے سے معاشرتی تعلقات کمزور پڑ جاتے ہیں۔ بعض افراد ذاتی مفادات کے حصول کے لیے جھوٹ، دھوکا دہی، وعدہ خلافی اور خیانت جیسے رویے اختیار کر لیتے ہیں۔ مادہ پرستی، غیر ذمہ دارانہ طرز زندگی اور سوشل میڈیا پر غیر اخلاقی رویوں کی تشہیر بھی اخلاقی تربیت کے لیے چیلنج بن سکتی ہے۔ جب قول و فعل میں تضاد بڑھتا ہے تو افراد کے درمیان اعتماد اور معاشرتی اداروں کی ساکھ متاثر ہوتی ہے۔ اس صورت حال کی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ اخلاقی تربیت کو خاندانی، تعلیمی اور سماجی سطح پر اہمیت دی جائے اور سیرت نبوی ﷺ کو عملی زندگی کے لیے نمونہ بنایا جائے۔

امثال حدیث کی روشنی میں حل:

رسول اللہ ﷺ نے انسان کے کردار میں سچائی اور جھوٹ کے اثرات کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، ---- حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدْقًا"۔¹¹

سچائی کو لازم پکڑو، کیونکہ سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ انسان مسلسل سچ بولتا اور سچائی کی کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سچائی محض گفتگو کی خوبی نہیں بلکہ کردار سازی اور اخلاقی استحکام کی بنیاد ہے۔ مسلسل سچ بولنے اور دیانت دارانہ طرز عمل اختیار کرنے سے انسان کے اندر ذمہ داری، اعتماد اور نیکی کا رجحان مضبوط ہوتا ہے۔ عصر حاضر میں اس تعلیم کا تقاضا ہے کہ والدین بچوں میں سچائی اور امانت داری کی تربیت کریں، تعلیمی ادارے اخلاقی اقدار کو عملی سرگرمیوں کا حصہ بنائیں اور کاروباری و سماجی معاملات میں دیانت کو ترجیح دی جائے۔ اس طرح اخلاقی تربیت محض نصیحت تک محدود نہیں رہتی بلکہ عملی کردار کا حصہ بنتی ہے۔ یہ حدیث اخلاقی تربیت کے لیے مستند نبوی رہنمائی ہے، لیکن اسے اصطلاحی طور پر براہ راست تمثیل حدیث کہنا درست نہیں۔ اسے امثال حدیث کے ساتھ اخلاقی و سماجی تعلیمات کے ضمن میں پیش کرنا زیادہ محتاط علمی طریقہ ہے۔

11۔ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الأدب، باب قول اللہ تعالیٰ: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ»، حدیث نمبر 6094؛

معاشرتی انتشار اور اجتماعی ذمہ داری سے غفلت

موجودہ صورت حال: عصر حاضر میں معاشرتی انتشار، نظم و ضبط کی کمی اور اجتماعی ذمہ داریوں سے غفلت ایسے مسائل ہیں جو معاشرے کے استحکام اور ترقی کو متاثر کرتے ہیں۔ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی، عوامی مقامات پر گندگی پھیلانا، سرکاری املاک کو نقصان پہنچانا، قطار اور ضابطوں کی پابندی نہ کرنا اور اجتماعی مفادات پر ذاتی مفادات کو ترجیح دینا ان مسائل کی نمایاں صورتیں ہیں۔ بعض افراد یہ سمجھتے ہیں کہ معاشرتی نظم برقرار رکھنا صرف حکومت یا متعلقہ اداروں کی ذمہ داری ہے، حالانکہ ایک منظم معاشرے کی تشکیل میں ہر شہری کا کردار اہم ہوتا ہے۔ جب افراد اپنی ذمہ داریوں سے غفلت برتتے ہیں تو دوسروں کے حقوق متاثر ہوتے ہیں، باہمی تعاون کمزور پڑتا ہے اور معاشرتی مسائل میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس صورت حال کی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ شہریوں میں قانون کی پابندی، نظم و ضبط، احساس ذمہ داری اور اجتماعی مفاد کے تحفظ کا شعور پیدا کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے اجتماعی زندگی میں ذمہ داری اور باہمی تعاون کی اہمیت کو ایک مؤثر تمثیل کے ذریعے واضح فرمایا:

"مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللَّهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهْمُوا عَلَى سَفِينَةٍ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا"¹²

اللہ کی حدود کی پابندی کرنے والے اور ان کی خلاف ورزی کرنے والے کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جنہوں نے ایک کشتی میں جگہیں تقسیم کیں؛ کچھ لوگ اوپر والے حصے میں رہے اور کچھ نچلے حصے میں۔

اس حدیث میں معاشرے کو ایک کشتی سے تشبیہ دی گئی ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ اجتماعی زندگی میں بعض افراد کی غیر ذمہ دارانہ سرگرمیاں پورے معاشرے کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ جس طرح کشتی میں سوراخ کرنے والے شخص کو نہ روکنا تمام مسافروں کے لیے خطرہ بن سکتا ہے، اسی طرح معاشرتی قوانین کی خلاف ورزی، عوامی املاک کو نقصان پہنچانا اور اجتماعی ذمہ داریوں سے غفلت پورے معاشرے کے امن و استحکام کو متاثر کرتی ہے۔ اس نبوی تمثیل کا تقاضا ہے کہ افراد نہ صرف اپنی ذمہ داریاں پوری کریں بلکہ دوسروں کو بھی حکمت، خیر خواہی اور مناسب طریقے سے نقصان دہ اعمال سے روکنے کی کوشش کریں۔ عصر حاضر میں اس تعلیم کو شہری نظم و ضبط، صفائی، قانون کی پابندی، عوامی وسائل کے تحفظ اور اجتماعی مسائل کے حل میں عملی طور پر بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔ یوں امثال حدیث معاشرتی ذمہ داری کے شعور کو بیدار کر کے ایک منظم، پُر امن اور ذمہ دار معاشرے کی تشکیل میں رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

معاشرتی مسائل کے حل میں تدریج، حکمت اور مؤثر ابلاغ

موجودہ صورت حال: عصر حاضر میں معاشرتی مسائل کی پیچیدگی کے پیش نظر ان کے حل کے لیے محض تنقید، سختی یا جذباتی رد عمل کافی نہیں، بلکہ تدریج، حکمت اور مؤثر ابلاغ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ معاشرے میں اخلاقی زوال، عدم برداشت، خاندانی تنازعات، انتہا پسندی اور سماجی بے راہ روی جیسے مسائل اس وقت زیادہ سنگین صورت اختیار کر لیتے ہیں جب اصلاح کے

¹²۔ م حمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الشریک، باب هل یقرع فی القسمة والاستھام فیہ، حدیث نمبر 2493

طریقے غیر مؤثر، غیر مناسب یا لوگوں کی نفسیاتی اور سماجی ضروریات سے غیر ہم آہنگ ہوں۔ بعض اوقات اصلاح کی نیت سے کی جانے والی سخت گفتگو بھی ضد، نفرت اور مزاحمت کو جنم دیتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ معاشرتی اصلاح میں افراد کے فہم، حالات اور استعداد کو ملحوظ رکھا جائے، مسائل کی جڑوں کو سمجھا جائے اور اصلاحی اقدامات کو مرحلہ وار آگے بڑھایا جائے۔ مؤثر ابلاغ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ پیغام واضح، مدلل، نرم اور مخاطب کی ذہنی سطح کے مطابق ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے دعوت و اصلاح میں آسانی، نرمی اور تدریج کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

"يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَبَسِّرُوا وَلَا تُنْقِرُوا" 13

آسانی پیدا کرو، دشواری پیدا نہ کرو؛ خوش خبری دو اور لوگوں کو نفرت دلانے کا سبب نہ بنو۔

یہ حدیث اگرچہ اصطلاحی اعتبار سے تمثیلی حدیث نہیں، تاہم معاشرتی اصلاح کے منہج کے لیے ایک بنیادی نبوی اصول فراہم کرتی ہے۔ اس کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ اصلاح کا مقصد محض غلطیوں کی نشاندہی کرنا نہیں، بلکہ افراد کے رویوں میں مثبت اور پائیدار تبدیلی پیدا کرنا ہے۔ اس مقصد کے لیے تدریج ضروری ہے تاکہ اصلاحی عمل افراد کی استعداد کے مطابق آگے بڑھے، حکمت ضروری ہے تاکہ درست طریقہ کار اختیار کیا جائے، اور مؤثر ابلاغ ضروری ہے تاکہ پیغام مخاطب کے دل و دماغ تک پہنچ سکے۔ امثال حدیث اس منہج کو مزید مؤثر بناتی ہیں، کیونکہ تمثیل پیچیدہ اخلاقی و سماجی تصورات کو سادہ، محسوس اور قابل فہم صورت میں پیش کرتی ہے۔ چنانچہ عصر حاضر میں خاندانی تربیت، تعلیمی اداروں، سماجی تنظیموں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے معاشرتی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ وعظ و نصیحت کو تحقیر کے بجائے خیر خواہی، جبر کے بجائے حکمت اور فوری نتائج کے غیر حقیقی مطالبے کے بجائے تدریجی تربیت سے وابستہ کیا جائے۔ یہی طرز عمل نبوی تعلیمات کی روح سے ہم آہنگ اور پائیدار سماجی تبدیلی کے لیے زیادہ مؤثر ہے۔

تحقیق کے اہم نتائج

- امثال حدیث معاشرتی مسائل کی وضاحت اور ان کے حل کے لیے ایک مؤثر علمی و تربیتی ذریعہ ہیں۔
- نبوی تمثیلات پیچیدہ اخلاقی اور سماجی تصورات کو سادہ، واضح اور قابل فہم انداز میں پیش کرتی ہیں۔
- معاشرتی اصلاح کے لیے انفرادی کردار سازی، اخلاقی تربیت اور اجتماعی ذمہ داری کا شعور بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔
- باہمی تعاون، ہمدردی، رواداری اور خیر خواہی معاشرتی استحکام کے اہم عناصر ہیں۔
- خاندانی نظام کی مضبوطی کے لیے حقوق و فرائض کی ادائیگی، احترام اور حسن معاشرت ضروری ہیں۔

13۔ حوالہ: محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب ما کان النبی ﷺ ٓ یصلحہ بالوعظ والعلم کی لیسفروا، حدیث نمبر 69

- جھوٹ، غیبت، بہتان اور سوشل میڈیا کے غیر ذمہ دارانہ استعمال سے معاشرتی اعتماد اور باہمی تعلقات متاثر ہوتے ہیں۔
- معاشرتی مسائل کے حل کے لیے تدریج، حکمت، نرمی اور مؤثر ابلاغ زیادہ پائیدار نتائج پیدا کر سکتے ہیں۔
- قانون کی پابندی، نظم و ضبط اور اجتماعی ذمہ داری کا احساس معاشرے میں امن و استحکام کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔
- امثال حدیث کی عصری معنویت کو تعلیمی، خاندانی اور سماجی اداروں میں مؤثر انداز سے اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔
- نبوی تعلیمات کو عملی زندگی میں نافذ کر کے اخلاقی زوال، عدم برداشت اور معاشرتی انتشار میں کمی لانے کی راہیں ہموار کی جاسکتی ہیں۔

سفارشات تحقیق

- امثال حدیث پر مزید تحقیقی کام کیا جائے، خصوصاً صحاح ستہ میں موجود تمثیلی احادیث کی جامع درجہ بندی کی جائے۔
- تعلیمی نصاب میں منتخب امثال حدیث کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ میں اخلاقی شعور اور معاشرتی ذمہ داری کا احساس پیدا ہو۔
- مساجد، مدارس اور تعلیمی اداروں میں نبوی تمثیلات کی روشنی میں اخلاقی و سماجی تربیت کے پروگرام منعقد کیے جائیں۔
- ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا پر امثال حدیث کے مستند اور معیاری پیغامات کو عام کیا جائے۔
- خاندانی تنازعات کے حل کے لیے باہمی احترام، صبر، مشاورت اور حسن معاشرت سے متعلق نبوی تعلیمات کو فروغ دیا جائے۔
- نوجوان نسل میں برداشت، رواداری، مکالمے اور اختلاف رائے کے احترام کی تربیت کو ترجیح دی جائے۔
- معاشرتی اصلاح کے لیے تدریجی اور حکیمانہ طریقہ کار اپنایا جائے اور اصلاحی اقدامات کو مقامی سماجی حالات کے مطابق مرتب کیا جائے۔
- اساتذہ، والدین اور سماجی رہنماؤں کو امثال حدیث کے تربیتی استعمال کے لیے مناسب رہنمائی اور تربیت فراہم کی جائے۔
- عوامی سطح پر قانون کی پابندی، صفائی، امانت داری اور اجتماعی ذمہ داری کے فروغ کے لیے نبوی تعلیمات پر مبنی آگاہی مہمات چلائی جائیں۔
- جامعات اور تحقیقی اداروں میں امثال حدیث کے عصری سماجی اثرات پر مزید معیاری، تقابلی اور میدانی تحقیقات کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

مصادر و مراجع

1. القرآن الکریم۔
2. أبوداود، سليمان بن الأشعث السجستاني. سنن أبي داود. تحقيق محمد محيي الدين عبد الحميد. بيروت: المكتبة العصرية، د.ت.
3. أبوهلال العسكري، الحسن بن عبد الله. جمهرة الأمثال. بيروت: دار الفكر، د.ت.
4. ابن الصلاح، عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري. معرفة أنواع علوم الحديث. تحقيق نور الدين عتر. دمشق: دار الفكر، 1986ء.
5. ابن القيم الجوزية، محمد بن أبي بكر. إعلام الموقعين عن رب العالمين. تحقيق محمد عبد السلام إبراهيم. بيروت: دار الكتب العلمية، 1991ء.
6. ابن القيم الجوزية، محمد بن أبي بكر. مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين. تحقيق محمد المعظم بالله البغدادي. بيروت: دار الكتاب العربي، 1996ء.
7. ابن ماجه، محمد بن يزيد القزويني. سنن ابن ماجه. تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي. القاهرة: دار إحياء الكتب العربية، د.ت.
8. ابن منظور، محمد بن مكرم. لسان العرب. بيروت: دار صادر، 1414هـ.
9. البخاري، محمد بن إسماعيل. الجامع الصحيح. بيروت: دار طوق النجاة، 1422هـ.
10. الترمذي، محمد بن عيسى. الجامع الكبير (سنن الترمذي). تحقيق بشار عواد معروف. بيروت: دار الغرب الإسلامي، 1998ء.
11. الجرجاني، عبد القاهر. أسرار البلاغة. تحقيق محمود محمد شاكر. جدة: مطبعة المدني، 1991ء.
12. الخطيب، محمد عجاج. أصول الحديث: علومه ومصطلحه. بيروت: دار الفكر، 1989ء.
13. الراغب الأصفهاني، الحسين بن محمد. المفردات في غريب القرآن. تحقيق صفوان عدنان الداودي. دمشق: دار القلم، 1412هـ.
14. السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر. تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي. تحقيق أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي. الرياض: دار طيبة، د.ت.
15. مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري. صحيح مسلم. تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار إحياء التراث العربي، د.ت.
16. النسائي، أحمد بن شعيب. السنن الصغرى (المجتبى). حلب: مكتب المطبوعات الإسلامية، 1986ء.
17. النووي، يحيى بن شرف. المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج. بيروت: دار إحياء التراث العربي، 1392هـ.
18. الزبيدي، محمد مرتضى الحسيني. تاج العروس من جواهر القاموس. الكويت: وزارة الإرشاد والأبناء، د.ت.